www.wilayattimes.com
اشاعت کا دوسرا سال

ہفت روزہ
WILAYAT TIMES
ولایت ٹائمز
سرینگر

اللہ کی ولایت مومنین اور متقین پر ہے وہ انہیں تاریکی سے روشنی کی طرف نکال لاتا ہے

جلد:3 ☆ شمارہ نمبر:20 ☆ تاریخ:21 اگست تا 27 اگست 2017ء بمطابق 28 ذوالقعدۃ تا 3 ذوالحجۃ 1438ھ ☆ صفحات:8

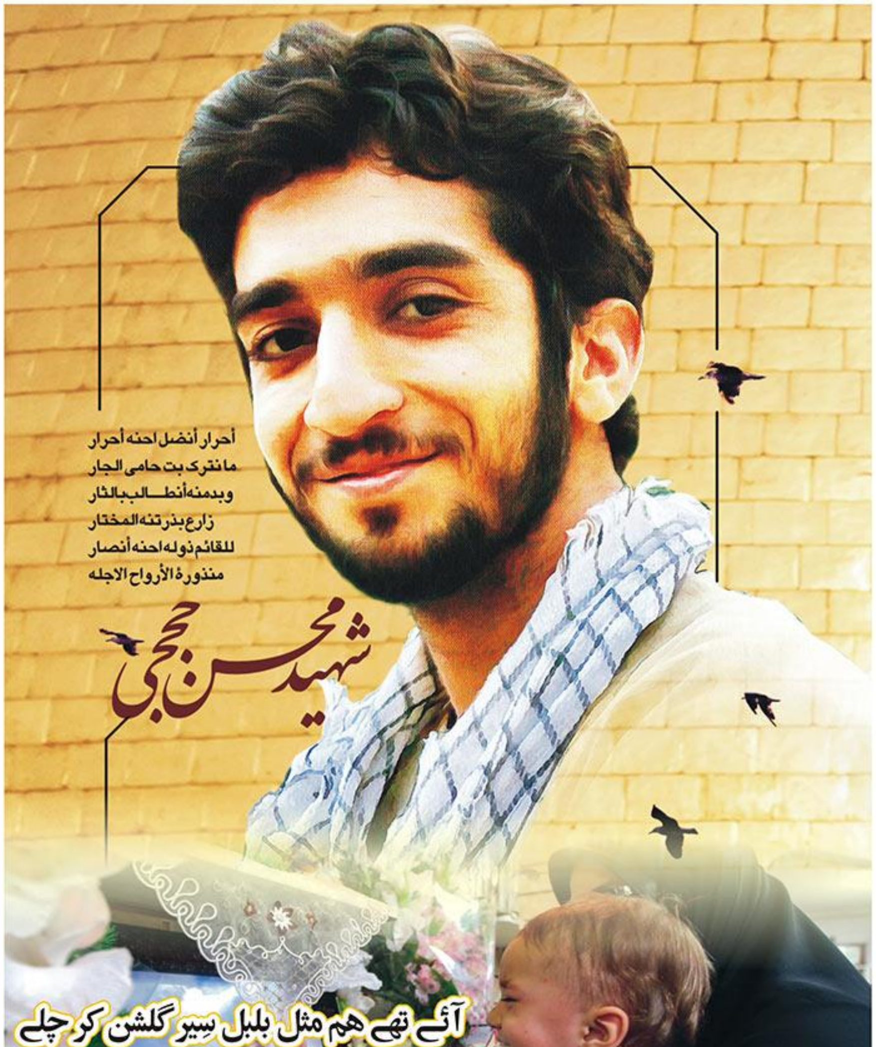

عظیم خاتون کا پیغام ۵

خون دیکر جان بچانا عبادت ۴

قتل کی دھمکی ۵

www.wilayattimes.com

شہید و شہادت

> اسلامی فقه میں شهید سے مراد وه شخص هے جو الله کی راه میں جان دے مثلا اپنے وطن کی حفاظت یا اپنے مذهب کی حفاظت کیلئے جنگ لڑتے هوئے جان دے. اسلام میں شهید کا مرتبه بهت بلند هے اور قرآن کے مطابق شهید مرتے نهیں بلکه زنده هیں اور الله ان کو رزق بهی دیتا هے مگر هم اسکا شعور نهیں رکھتے

امتیاز علی حسینی (ماگام کشمیر)

شہید کے لغوی معنی ہیں "گواہ" یعنی کسی کام کا مشاہدہ کرنے والا، اور شریعت میں اس کا مفہوم۔۔۔اللہ تعالی کے دین کی خدمت کرتے ہوئے اپنی جان قربان کرنے والا، میدان جہاد میں لڑتے ہوئے یا جہاد کی راہ میں گامزن، یا دین کی تبلیغ ودعوت میں جان دینے والا۔
اسلامی فقہ میں شہید سے مراد وہ شخص ہے جو اللہ کی راہ میں جان دے مثلا اپنے وطن کی حفاظت یا اپنے مذہب کی حفاظت کیلئے جنگ لڑتے ہوئے جان دے۔ اسلام میں شہید کا مرتبہ بہت بلند ہے اور قرآن کے مطابق شہید مرتے نہیں بلکہ زندہ ہیں اور اللہ ان کو رزق بھی دیتا ہے مگر ہم اسکا شعور نہیں رکھتے۔۔۔

شہادت کی قسمیں:

1۔ شہید المعرکہ (میدان جہاد میں جان دینے والا): یعنی اللہ کیلئے نیک نیتی سے میدان جہاد میں کافروں، مشرقوں کے ساتھ لڑتے ہوئے قتل ہونے والا۔۔۔
2۔ فی حکم شہید (شہادت کی موت کا درجہ پانے والا): یعنی میدان جہاد کے علاوہ ایسی موت پانے والا جسے شہادت کی موت قرار دیا گیا۔

آخری رسول حضرت محمد مصطفیٰ (ص) کی امت پر اللہ تعالی کی خصوصی رحمتوں میں سے ایک رحمت یہ بھی ہے کہ سابقہ امتوں کے شہیدوں کی طرح امت محمدیہ میں درجہ شہادت پر صرف اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے قتل ہونے والوں تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ دوسروں کو بھی اس درجہ پر فائز ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔

جیسا کہ پہلے عرض کر چکے ہیں کہ شہید کے معنی گواہ اور حاضر ہونے کے ہیں اور اس کے مختلف درجات ہوتے ہیں، اس ترتیب سے خداوند متعال، انبیاء، راہ خدا میں قتل ہونے والے افراد اور تمام مومنین، شہادت کے مختلف درجات میں قرار پاتے ہیں۔ لیکن لفظ مقدس "شہید" کو ان تمام افراد کیلئے استعمال نہیں کیا جا سکتا ہے جو اہداف الہی کے بغیر صرف اپنے ملک کے دفاع یا بے اختیار اور بلاوجہ قتل کئے گئے ہوں۔ شہداء کی درجہ بندی میں تفاوت کا معیار، مشکلات برداشت کرنا وغیرہ جیسے اہم تر عوامل اس سلسلے میں موثر ہو سکتے ہیں اس بنا پر خداوند متعال ہر شہید کو اس کی شہادت کے زمانے سے صرف نظر کرتے ہوئے مناسب اجر و جزا دیگا۔

میرے ذہن میں شہید سے متعلق کچھ سوالات ہیں جن پر تفصیل سے بحث ہوگی:
پہلا سوال: اسلام کی لغت میں لفظ "شہید" کے کیا معنی ہیں؟
دوسرا سوال: اسلامی تعلیمات کے مطابق کن مقتولین کو شہید کہا جا سکتا ہے اور کیا بنیادی طور پر بے گناہ قتل کیا جانے والا ہر فرد شہید ہے؟

پہلے حصہ کے بارے میں قابل بیان ہے کہ لفظ "شہید" مادہ "شہد" سے استخراج کیا گیا ہے، اور اس کے مختلف معانی ہیں جیسے "گواہ"، "حاضر" اور وہ شخص جس کے علم کے دائرے سے کوئی خارج نہ ہو وغیرہ۔۔
ظاہر ہے کہ صرف خداوند متعال ہی ہے جو پہلے مرحلے میں اور ذاتی طور پر ان خصوصیات کا مالک ہو سکتا ہے اور اسی وجہ سے قرآن مجید کی بہت سی آیات میں لفظ "شہید" خداوند متعال کی صفات میں سے ایک صفت کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔
البتہ بعد والے مراحل میں شہید کے عنوان کے دائرے میں انبیاء علیہم السلام ملائکہ اور یہاں تک کہ جن گواہوں کو شاہد کے طور پر ذکر کیا جاتا ہے بھی آتے ہیں۔ اسلئے نتیجہ حاصل کیا جا سکتا ہے کہ ہر وہ شخص شہید ہے جو دوسروں کی بہ نسبت زیادہ آگاہی رکھتا ہو اور اس عنوان کو بہت سارے لوگوں کے بارے میں استعمال کیا جا سکتا ہے، البتہ اس کے درجات مختلف ہیں جیسے لفظ "نور" کے درجات مختلف ہیں اسے خداوند متعال کی ذات کیلئے بھی استعمال کیا جاتا ہے اور اسے چاند اور سورج کیلئے بھی استعمال کیا جاتا ہے، حتیٰ کہ اسے شمع کی معمولی روشنی کیلئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔۔۔ یہ کہاں اور وہ کہاں۔۔۔ لفظ شہید کا استعمال بھی اسی ترتیب سے قابل بحث ہے۔۔۔

یہ بات بھی دلچسپ ہے کہ قرآن مجید میں پائے جانے والے لفظ "شہید" کے 160 مشتقات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک مورد بھی ایسا نہیں ہے جو واضح طور پر راہ خدا میں قتل ہوئے مجاہدین کیلئے استعمال کیا گیا ہو، بلکہ اس قسم کے افراد کے بارے میں قرآن مجید میں مختلف عناوین سے یاد کیا گیا ہے جو عام طور پر مادہ "قتل" سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن پیغمبر اکرم (ص) کی زندگی میں اور آپ (ص) کی حیات کے بعد راہ خدا میں قتل ہونے والوں کیلئے "شہید" کا لفظ کافی استعمال ہوتا تھا اور تقریبا اس لفظ کا استعمال ایک طرح سے ان ہی افراد سے مخصوص ہو چکا تھا، مثال کے طور پر اگر ایک روایت میں یوں بیان ہوا ہے کہ: حضرت فاطمہ الزہرا (ع) ہر سنیچر کی صبح کو شہداء کی قبور کی زیارت کیلئے جاتی تھیں اور اپنے چچا حضرت حمزہ (ع) کی قبر پر ان کیلئے دعائے مغفرت کرتی تھیں۔ اس روایت میں "شہدا" سے مراد وہی افراد ہیں جو راہ خدا میں قتل کئے گئے ہیں۔ اس کے باوجود اگرچہ یقینا یہ افراد مقام و منزلت کے لحاظ سے دوسرے مسلمانوں کی بہ نسبت بلند مرتبہ پر فائز ہیں اور اسلئے ان کے بارے میں خاص احکام کے طور پر کہا گیا ہے کہ اس قسم کے شہداء کیلئے غسل و کفن کی ضرورت نہیں ہے لیکن پھر بھی ہم "شہید" کے عنوان کو ان ہی تک محدود و مخصوص نہیں جان سکتے ہیں۔ ہمارے پاس دعویٰ کی گواہ کئی روایات بھی ہیں کہ ہم ان میں سے دو روایتوں کی طرف ذیل میں اشارہ کرنے پر اکتفا کرتے ہیں:

پہلی روایت: پیغمبر اکرم (ص) نے ارشاد فرمایا ہے "میری امت میں سے ہر باایمان شخص صدیق اور شہید ہے البتہ خداوند متعال بعض افراد جو تلوار سے قتل کئے گئے ہیں کے بارے میں مخصوص نظر رکھتا ہے۔ اس کے بعد آنحضرت (ص) نے اپنے کلام کی تائید میں سورہ حدید کی آیت 19 کی قرات فرمائی: "اور جو لوگ اللہ اور رسول (ص) پر ایمان لائے وہی خدا کے نزدیک صدیق اور شہید کا درجہ رکھتے ہیں۔"

دوسری روایت: ایک دن امام سجاد (ع) کی خدمت میں شہید اور شہادت کے بارے میں بحث ہوئی اور مختلف افراد نے جو کچھ شہید کے مصداق کے بارے میں سنا تھا اسے بیان کیا، ان میں سے ایک شخص نے اٹھ کر کہا: میری نظر میں صرف وہ شخص شہید شمار ہوتا ہے جو راہ خدا میں قتل ہو جائے۔ رسول اللہ کے چوتھے وصی امام زین العابدین (ع) نے اس شخص کے جواب میں فرمایا کہ اس فریضہ کے مطابق شہدا کی تعداد کافی محدود ہوگی، اس کے بعد امام (ع) نے پھر سے مذکورہ آیہ شریف کی تلاوت فرمائی اور بیان فرمایا کہ ہم اور ہمارے پیروکار اس آیہ شریف کے مصداق ہیں۔

پہلے حصہ کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ لفظ "شہید" راہ خدا میں قتل ہونے والوں کی یاد کو تازہ کرتا ہے اور اسی وجہ سے فقہ میں شہید کیلئے جو بعضی احکام بیان کئے گئے ہیں اس سے مراد یہی گروہ ہے، لیکن اس لفظ کا گروہ سے مخصوص ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ اس کو روایتوں میں اشارہ کئے گئے افراد اور تمام مومنین کیلئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے اور راہ خدا میں قتل ہونے والوں کیلئے ثواب کے بعضی خاص درجات کو مدنظر رکھا جا سکتا ہے۔

سوال کا دوسرا حصہ ان افراد سے متعلق ہے جو کسی بھی وجہ سے قتل کئے گئے ہوں، ان میں سے کن افراد کو شہید کہا جا سکتا ہے؟ اس سلسلے میں یہ بتانا ہے کہ قتل ہونے والے افراد کے مختلف خصوصیات اور محرکات ہوتے ہیں اور ان میں سے ہر مورد کے بارے میں الگ الگ فیصلہ کرنا چاہئے ان میں سے بعض کی طرف ہم ذیل میں اشارہ کرتے ہیں:

1۔ ایک باایمان شخص صرف خدا کی مرضی حاصل کرنے کیلئے کسی مادی لالچ کے بغیر جہاد کر کے اس کی راہ میں قتل کیا گیا ہو تو اس کے شہید ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے بلکہ وہ شہادت کے بلند ترین مقام پر فائز ہوتا ہے اور اپنے پروردگار سے رزق حاصل کرتا ہے۔

2۔ ایک باایمان شخص اپنے حق، جیسے اپنی جان، مال اور آبرو کو بچانے کیلئے چور اور ڈاکوؤں جیسے ظالموں سے مقابلہ کرتے ہوئے قتل کیا جاتا ہے، اسے بھی شہدا کے نچلے درجہ پر رکھا جا سکتا ہے اگرچہ فرمائش کی گئی ہے کہ مومن کو اپنے معمولی مال کیلئے اپنی جان کو خطرہ میں نہیں ڈالنا چاہئے۔

3۔ اگر کوئی شخص مسلمانوں کے لشکر میں ہو لیکن اس کے حرکات خودنمائی کے ہوں اور وطن پرستی کے مانند الہی نہ ہوں اور وہ جنگ میں شرکت کر کے اس راہ میں قتل کیا جائے تو اس قسم کا شخص نہ صرف شہید شمار نہیں کیا جاتا ہے بلکہ ممکن ہے عذاب الہی سے بھی دوچار ہو جائے۔

4۔ جو افراد کفار کے لشکر میں شریک ہو کر مسلمانوں کے خلاف لڑتے ہوئے قتل ہوتے ہیں ان کے جہنمی ہونے میں بھی نہیں کوئی شک ہے۔

5۔ بہت سے ایسے افراد بھی پائے جاتے ہیں جن کا قتل ہونا فطری موت سے زیادہ فرق نہیں رکھتا ہے اور اگرچہ وہ قتل کئے گئے ہیں لیکن معنوی قدر و منزلت کے لحاظ سے (خواہ مثبت لحاظ سے یا منفی لحاظ سے) ان افراد کے مانند ہیں جو دوسری وجوہات کی بنا پر اپنی جان کو کھو دیتے ہیں من جملہ ان میں مندرجہ ذیل افراد کی طرف اشارہ کیا جا سکتا ہے:

الف: وہ مسلمان جو میدان کارزار میں شرکت کئے بغیر ناخواستہ طور پر جنگ کے دوران قتل کئے جاتے ہیں، ان افراد کے مانند ہیں جو شہروں پر بمباری اور میزائیل گرنے کے نتیجہ میں مارے جاتے ہیں۔ یہ افراد اگرچہ قانون کے مطابق شہید شمار کئے جاتے ہیں اور مذکورہ بیان کے مطابق تمام مسلمانوں اور مومنوں کے مانند مقام شہادت پر فائز ہوتے ہیں، لیکن انہیں میدان کارزار میں قتل ہونے والے شہید کا مقام نہیں دیا جا سکتا ہے اور اس قضیہ کی تفصیلات فقہی اور دینی کتابوں میں بیان کی گئی ہیں۔ بہ الفاظ دیگر وہ دوسرے مومنین کے مانند ہیں جو دوسرے حوادث جیسے ٹریفک حوادث، سیلاب اور زلزلہ وغیرہ کی وجہ سے مر جاتے ہیں بیشک ان پر بھی خدا کی رحمت نازل ہوگی۔۔۔

ب:۔ غیر مسلم افراد جو اسی طرح ناخواستہ یا دو طرفہ غیر مسلمین کی جنگ میں بدون محرکات الہی، بلکہ اپنے اور اپنے وطن کے دفاع میں مارے جاتے ہیں، ایسے افراد کیلئے بھی لفظ "شہید" استعمال نہیں کیا جا سکتا ہے بلکہ زیادہ سے زیادہ وہ قتل کئے جانے کے بارے میں بے گناہ شمار ہوتے ہیں اور بارگاہ الہی میں ان کا مواخذہ نہیں کیا جائے گا، لیکن انہیں اپنے دوسرے رفتار و کردار من جملہ ایمان نہ لانے کے بارے میں جواب دینا ہوگا اور اس لحاظ سے وہ ان کفار کے ساتھ کوئی فرق نہیں رکھتے ہیں جو دوسرے حوادث کے نتیجہ میں مرتے ہیں۔

جواب کے اس حصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ لفظ شہادت کے محقق ہونے کیلئے اہم معیار افراد کا متحرک ہے نہ کہ قتل ہونا۔ جو افراد کسی قسم کے الہی محرک کے بغیر قتل ہوتے ہیں انہیں شہداء میں شامل نہیں کیا جا سکتا ہے اس لحاظ سے ہم دیکھتے ہیں کہ جب قرآن مجید جنگوں میں قتل ہونے والوں کا ذکر کرتا ہے تو اس کے فورا بعد "فی سبیل اللہ" "راہ خدا میں" کی عبارت کو استعمال کرتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کو صرف وہی محرک پسند ہے کہ انسان خدا کی راہ میں جہاد کرے اور خداوند متعال کے ساتھ معاملہ کرے: "بے شک اللہ نے صاحبان ایمان سے انکے جان و مال کو جنت کے عوض خرید لیا ہے یہ لوگ راہ خدا میں جہاد کرتے ہیں"۔۔

خلاصہ، پل شہادت خداوند متعال تک پہنچنے کیلئے اصلی ترین گذرگاہ ہے اور خدا کے خاص بندہ اس پل کو عبور کر کے ہمیشہ کیلئے جاودان ہو جاتے ہیں۔ شام میں حرم اہلبیت کے دفاع کیلئے گئے شہید محسن حججی ان افراد میں شامل ہوئے جو ہر عمل خدا کی رضا کیلئے انجام دیتے ہیں اور یقینا جوان سال کی شہادت ایک نمونہ ہے کہ باطل کے سامنے سر جھک نہیں سکتا بلکہ بلند ہو کر کٹا سکتے ہیں۔ وہ "**عند ربهم يرزقون**" کے مقام تک پہنچ گئے۔

(ولایت ٹائمز ڈاٹ کام)

آرٹیکل 35اے....

کشمیریوں کی شناخت پر عدالتی یلغار

افتخار گیلانی

دسمبر 2014ء کے انتخابات کے بعد جب جموں وکشمیر میں ایک معلق اسمبلی وجود میں آئی اور پیپلز ڈیموکریٹک پارٹی (پی ڈی پی) بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) کی بیساکھی کے سہارے اقتدار میں آئی، تو طے ہوا تھا کہ ہندو قوم پرست بی جے پی بھارتی آئین کی دفعہ 370 کے تحت کشمیر کو دیئے گئے خصوصی اختیارات کو موضوع بحث نہیں لائے گی۔ بظاہر یہ وعدہ ایفا تو ہوا مگر چور دروازے سے بی جے پی کی مربی تنظیم آر ایس ایس سے وابستہ ایک تھنک ٹینک نے سپریم کورٹ میں رٹ دائر کی، جس میں دفعہ 370 کے بدلے دفعہ 35اے کو نشانہ بنایا گیا اور عدالت نے یہ پٹیشن سماعت کے لئے منظور بھی کر لی۔ اب حال ہی میں ایک اسپیشل بینچ قائم کر کے اسکی سماعت جلد ہی شروع کرنے کا عندیہ دیا ہے۔ اسی دفعہ کے تحت جموں و کشمیر میں غیر ریاستی باشندوں کے نوکری حاصل کرنے، ووٹ دینے اور غیر منقولہ جائیداد خریدنے پر پابندی عائد ہے۔ اگر یہ دفعہ ختم کردی گئی تو اس کے نتائج دفعہ 370 کے خاتمے سے بھی زیادہ خطرناک ہوں گے۔ گو کہ اسی طرح کی شقیں دیگر علاقوں یعنی ناگالینڈ، میزورام، سکم، اروناچل پردیش، آسام، منی پور، آندھرا پردیش اور گوا کو خاص اور منفرد حیثیت عطا کرتی ہیں اور وہاں بھی دیگر بھارتی شہریوں کو غیر منقولہ جائیدادیں خریدنے پر پابندی عائد ہے یا اس کے لئے خصوصی اجازت کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر مسلم دشمنی اور متعصب ذہنیت کے حامل افراد کو بھارتی آئین کی یہ شقیں نظر نہیں آتیں ہیں۔ اور اس پر طرہ یہ کہ بھارتی حکومت جو آئین کی محافظ اور نگران ہے، نے سپریم کورٹ میں آئین کی اس شق کا دفاع کرنے کے بجائے غیر جانبدار رہنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اگر عدلیہ اس شق کو منسوخ کرتی ہے، تو بھارتی حکومت دنیا کو یہ باور کروائے گی، کہ یہ آزاد عدلیہ کا معاملہ ہے اور حکومت کا اسکے ساتھ کچھ لینا دینا نہیں ہے۔ مگر دہلی کے پاور گلیاروں میں سبھی جانتے ہیں، کہ دو سال تک اس پٹیشن کو التوا میں رکھ کر حکومت جسٹس دیپک مشرا کے چیف جسٹس بننے کا انتظار کر رہی تھی۔ خدشہ تھا، کہ اگر اس پٹیشن کی سماعت اس سے قبل ہوتی، تو حال ہی میں ریٹائرڈ چیف جسٹس، جسٹس ایم کے کیہر اور ان کے پیش رو جسٹس ٹی ایس ٹھاکر اسکو مسترد کر سکتے تھے۔

چند برس قبل دہلی کے کانسٹی ٹیوشن کلب میں ایک مذاکرہ کے دوران موجودہ وزیر خزانہ ارون جیٹلی نے کہا کہ کشمیر کا واحد مسئلہ اسکا مسلم اکثریتی کردار ہے اور بھارتی آئین میں اسکی خصوصی پوزیشن نے اسکو اور بھی پیچیدہ بنایا ہے۔ ان کے مطابق کشمیر کی ترقی میں بھی یہ سب سے بڑی رکاوٹ ہے، کیونکہ بھارت کے دیگر علاقوں کے لوگ وہاں بس نہیں سکتے ہیں، جس کی وجہ سے سرمایہ کاری نہیں ہو سکتی ہے۔

حتیٰ کہ دہائیوں تک کشمیر میں خدمات انجام دینے والے انڈین ایڈمنسٹریٹو سروس (آئی اے ایس) اور پولیس سروس سے وابستہ غیر ریاستی افراد بھی ریٹائرمنٹ کے بعد باہر زندگی گذارنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ سروس میں رہتے ہوئے بھی خطے کے معاملات سے بیگانے رہتے ہیں۔ بیوروکریٹک سروس اور فوج ہی دو ایسے ادارے ہیں، جو بھارت کو متحد رکھنے اور اسکے مختلف علاقوں کو ایک لڑی میں پرو کر رکھنے میں ریڑھ کی ہڈی کا کام کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر جنوبی صوبہ کیرالا کے کسی نوجوان کو سول سروس کا امتحان پاس کرنے کے بعد جب پنجاب کا کیڈر دیا جاتا ہے، تو باقی زندگی وہ عملاً پنجابی ہی کہلائے گا۔ اکثر اعلیٰ بیوروکریسی میں تعینات یہ نوجوان اپنے پیدائشی صوبہ کو پس پشت ڈال کر شادیاں اور رشتہ داریاں کیڈر والے صوبہ میں ہی کرتے ہیں۔ اور پھر تیس سال سے زائد عرصہ سروس دینے کے بعد اسی صوبہ میں ریٹائرڈ زندگی گذارتے ہیں۔ سابق وزیر اعظم من موہن سنگھ کے پرنسپل سیکرٹری ٹی کے اے نیر اس کی ایک واضح مثال ہیں۔

گو کہ جیٹلی بی جے پی اور آر ایس ایس کے لبرل چہرہ مانے جاتے ہیں، نے سوال کیا، کہ آخر مسلمان جہاں بھی تھوڑی اکثریت میں ہوتے ہیں، وہ اپنی شناخت کیوں الگ رکھنا چاہتے ہیں؟ ان کا مطابق انکی اولین شناخت بھارتیہ ہونا اور اسکے کلچر کو ترجیح دینا ہونا چاہئے۔ گو کہ میں ایک رپورٹر کی حیثیت سے اس مذاکرہ میں سامع تھا، پر میں نے جیٹلی صاحب کو یاد دلایا کہ بھارتی آئین کی جن شقوں سے ان کو پریشانی لاحق ہے، وہ ایک ہندو ڈوگرہ مہاراجہ ہری سنگھ کی دین ہیں۔ جن کو بحال رکھنے کی گارنٹی دیکر 1947ء میں شیخ محمد عبداللہ کو شیشے میں اتارا گیا۔ وادی کشمیر میں پنڈت لیڈر شنکر لال کول اور جموں میں ڈوگرہ سبھا کی ایما پر 1927ء میں مہاراجہ نے یہ قانون نافذ کیا، جس کی رو سے اسکی اجازت کے بغیر کوئی بھی غیر ریاستی شخص ریاستی حکومت میں ملازمت کا حقدار ہوگا نہ ہی غیر منقولہ جائیداد رکھنے کا مجاز ہوگا۔ تاریخ کے اوراق پلٹتے ہوئے میں نے یہ بھی یاد دلانے کی کوشش کی کہ جموں وکشمیر لبریشن فرنٹ یا دیگر آزادی نواز تنظیموں کے منظر عام پر آنے سے بہت پہلے مئی 1947ء میں آر ایس ایس کی ایما پر ہندو مہاسبھا کی ورکنگ کمیٹی نے جموں میں بلائے گئے ورکنگ کمیٹی کے ایک اجلاس میں پاس کی گئی قرارداد میں خود مختار ریاست کی حمایت کی تھی۔ اس قرارداد کے بقول ایک ''ہندو اسٹیٹ'' کو سیکولر بھارت کے ساتھ اپنی شناخت ضم نہیں کرنی چاہئے۔ وہ مہاراجہ کو ہندو مفادات کا نگران تصور کرتے تھے۔ یہ پینترے بازیاں شاید اس وجہ سے ہو رہی تھی، کہ ریاست کے پاکستان کے ساتھ الحاق کی صورت میں ہندو آبادی کے حقوق محفوظ کئے جائیں۔ تاریخ کے موڑ نے جب کشمیر کو بھارت کی جھولی میں گرا دیا تو شناخت اور حقوق کے تحفظ کا مسئلہ مسلمانوں کی طرف پلٹ گیا۔

جموں وکشمیر کی مسلم اکثریتی شناخت نہ صرف فرقہ پرستوں بلکہ خود کو سیکولر کہلوانے والی سیاسی جماعتوں کی آنکھوں میں کھٹکتی رہی ہے۔ فروری 2015ء کو جموں میں اپنی رہائش گاہ پر پی ڈی پی کے سرپرست اور سابق وزیر اعلیٰ مرحوم مفتی محمد سعید سے ایک انٹرویو کے دوران میں نے پوچھا تھا کہ کہیں بی جے پی کو اقتدار میں شریک کروا کے وہ کشمیریوں کے مصائب کی رات کو مزید تاریک کروانے کے مرتکب تو نہیں ہونگے؟ تو انہوں نے کہا، کہ کشمیر کی خصوصی پوزیشن اور شناخت کے حوالے سے بھارت کی دونوں قومی جماعتوں کا موقف تقریباً ایک جیسا ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے ایک واقعہ سنایا، کہ مارچ 1986ء میں جب وہ ریاستی کانگریس کے سربراہ تھے اور انہوں نے اسوقت کے وزیر اعلیٰ غلام محمد شاہ کی حکومت سے حمایت واپس لی تھی، تو وزیر اعظم آنجہانی راجیو گاندھی کی خواہش تھی، کہ اگلے دو سال تک اب سرینگر میں کانگریس کو حکومت کا موقعہ ملنا چاہئے۔ حکومت سازی پر بات چیت کیلئے انکو دہلی بلایا گیا۔ وزیر اعظم ہاؤس میں ہوئی میٹنگ میں کانگریس کے قومی کارگزار صدر ارجن سنگھ بھی شامل تھے۔ راجیو گاندھی نے ارجن سنگھ کی طرف روئے سخن کرتے ہوئے پوچھا، کہ کانگریسی حکومت کے برسر اقتدار آنے کے بعد کیا ترجیحات ہونی چاہئے؟ ارجن سنگھ نے جواب دیا، کہ پورا ملک جموں وکشمیر کے انڈین یونین میں مکمل انضمام کا خواہش مند ہے اور یہ عمل 1975ء کے بعد شیخ عبداللہ کے برسر اقتدار آنے کے بعد رک گیا تھا۔ ''اس عمل کو دوبارہ شروع کروانے اور منطقی انجام تک پہنچانے کی ضرورت ہے اور یہ ہماری حکومت کا سب سے بڑا کارنامہ ہوگا''۔ اسی دوران راجیو گاندھی نے اپنے پرائیوٹ سیکرٹری سے کہا، کہ گورنر ہاؤس اور مفتی سعید سے رابطہ رکھ کر انکی بطور کانگریسی وزیر اعلیٰ کی حلف برداری کی تقریب کا تعین اس طرح کریں، تاکہ وہ بھی جموں جاکر تقریب میں شامل ہو سکیں۔ مفتی نے مزید کہا، وہ اس بات چیت سے وہ انتہائی دلبرداشتہ ہو گئے، اور واپس جموں پہنچ کر بقول انکے انہوں نے درپردہ خاموشی سے ایسی پیچیدگیاں پیدا کیں، کہ کانگریس کی حکومت سازی کا پلان چوپٹ ہو گیا۔ بعد میں ایک سال بعد راجیو۔ فاروق ایکارڈ کے نتیجے میں فاروق عبداللہ کی قیادت میں نیشنل کانفرنس اور کانگریس کی مشترکہ حکومت قائم ہوئی۔ مفتی سعید نے اعتراف کیا، کہ 1953ء سے 1975ء تک کشمیر کی انفرادیت اور شناخت کو بری طرح مسخ کیا گیا اور ایک طرح سے کشمیریوں کی عزت و آبرو کو تار تار کر کے برہنہ کیا گیا ہے۔ بھارت کے آئین کی دفعہ 370 کی موجودہ شکل میں تو اب صرف زیر جامہ بچا ہوا ہے۔ ان کا کہنا تھا، کہ مین اسٹریم یعنی بھارت نواز کشمیری پارٹیاں چاہے نیشنل کانفرنس ہو یا پی ڈی پی کا فرض ہے، کہ اس زیر جامہ کو بچا کر رکھے، جب تک مسئلہ کشمیر کے دائمی حل کی کوئی سبیل پیدا ہو۔ مگر یہ بات اب سرینگر میں زبان زد عام وخاص ہے کہ یہ وہ پی ڈی پی نہیں، جس نے 2003ء اور 2005ء کے درمیان دہلی کے روایتی کٹھ پتلی حکومت کے بجائے ایک پراعتماد اور کشمیری عوام کے مفادات اور ترجیحات کے ترجمان کے طور پر ایک نئی تاریخ رقم کی تھی۔ اس سے قبل اقتدار کی شدید ہوس نے کشمیر کی سب سے بڑی قوم پرست پارٹی نیشنل کانفرنس کو صرف بزدل بنا کر رکھ دیا تھا۔ یہی حال اب کچھ پی ڈی پی کا بھی ہے۔ فی الحال بدقسمتی سے اس جماعت کا یہ محور بنا ہوا ہے کہ اقتدار کی نیلم پری سے بوس و کنار کو کس طرح برقرار رکھا جائے۔

دفعہ 35اے دراصل بھارتی آئین کی دفعہ 370 کی ہی ایک توسیع اور توضیح ہے۔ معروف قانون دان اے جی نورانی کے بقول آرٹیکل 370 گو کہ ایک عبوری انتظام تھا کیونکہ بھارتی حکومت کی 60ء کی دہائی تک یہ پالیسی تھی کہ جموں وکشمیر کے مستقبل کا فیصلہ استصواب رائے سے کیا جائے گا۔ 1948ء میں جموں وکشمیر پر بھارتی حکومت نے ایک وائٹ پیپر جاری کیا تھا، جس میں سردار پٹیل کا یہ بیان موجود ہے: ''الحاق کو تسلیم کرتے ہوئے حکومت بھارت نے یہ واضح کردیا ہے کہ وہ اسے بالکل عارضی مانتی ہے جب تک کہ اس بارے میں ریاست کے لوگوں سے ان کی رائے نہیں معلوم کی جائے گی''۔ نورانی کے بقول جن سنگھ کے بانی شیاما پرساد مکھرجی نے، جن کا نام آرٹیکل 370 کی مخالفت کرتے وقت بی جے پی اچھالتی ہے نے اس کی مکمل حمایت کی تھی۔ بی جے پی اس وقت کے وزیر داخلہ سردار پٹیل کا نام بھی اس پروپیگنڈا کے لئے استعمال کرتی ہے کہ انہوں نے اس مسئلے پر پنڈت جواہر لعل نہرو کی مخالفت کی تھی، لیکن حقیقت یہ ہے کہ پٹیل نے بھی آئین کی اس دفعہ کی مکمل تائید کی تھی۔ نورانی کا کہنا ہے کہ کشمیر واحد ریاست تھی جس نے الحاق کے لئے اپنی شرائط پر حکومت سے مذاکرات کئے تھے۔ وہ بھارت میں ضم نہیں ہوئی تھی بلکہ اس نے الحاق کیا تھا، اس لئے ان کے مطابق آرٹیکل 370 دونوں کے درمیان ایک مقدس معاہدہ ہے، جس کی کسی شق میں کوئی بھی فریق یکطرفہ ترمیم نہیں کرسکتا۔ نورانی اس بات کا تذکرہ کرتے ہیں کہ این گوپال سوامی نے 16 اکتوبر 1949ء کو اس سلسلے میں پہلی خلاف ورزی اس وقت کی جب انہوں نے یکطرفہ طور پر مسودے میں تبدیلی کے لیے پارلیمنٹ کی لابی میں حتمی شکل دی تھی۔ جیسے ہی شیخ عبداللہ اور مرزا افضل بیگ کو اس تبدیلی کا علم ہوا وہ دونوں ایوان کی طرف دوڑے لیکن تب تک یہ ترمیمی بل پاس ہو چکا تھا۔ بقول ان کے یہ ایک افسوسناک اعتماد شکنی کا معاملہ تھا جس نے بداعتمادی کو جنم دیا۔ اگر اصل مسودہ پاس کیا جاتا تو 1953ء میں شیخ عبداللہ کو اقتدار سے بے دخل کیا جانا ممکن نہ تھا۔ 1951ء میں کشمیر اسمبلی کے لئے جو انتخابات منعقد کئے گئے، ان سے بھارت کے جمہوری دعووں کی کشمیر میں قلعی اسی وقت کھل گئی تھی۔ انتخابی دھاندلیوں کے تمام ریکارڈ توڑ ڈالے گئے۔ تمام امیدوار 'بلا مقابلہ' 'منتخب' قرار پائے۔ یہ وہی اسمبلی تھی جس نے ریاست کا دستور وضع کیا اور الحاق کے دستاویز کی توثیق کی تھی۔ اس اسمبلی کے جواز پر سوال کھڑا کیا جا سکتا ہے کیونکہ پانچ فیصد سے بھی کم لوگوں نے اس کی تشکیل میں اپنے حق رائے دہی کا استعمال کیا تھا۔ یہ اسمبلی ریاست کی مستقبل اور اس کی حیثیت طے کرنے کے سلسلے میں دستور ساز اسمبلی کا درجہ رکھتی تھی۔ کشمیر کی اس آئین ساز اسمبلی کی حقیقت اور حیثیت کی قلعی خود اس وقت کے انٹیلی جنس سربراہ بی این ملک نے کھول دی۔ ان کے بقول ''ان امیدواروں کے کاغذات نامزدگی کو مسترد کر دیا گیا، جو حزب مخالف کا کردار ادا کرنے کی اہلیت رکھتے تھے''۔ اس حقیقت سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ الحاق کی دستاویز کی توثیق اور کشمیر کے آئین کی منظوری کو کوئی عوامی تائید حاصل نہیں تھی۔ بہر حال پچھلے 69 برسوں میں بھارتی حکومتوں نے آرٹیکل 370 کو اس بری طرح سے مسخ کر دیا کہ اس کا اصلی چہرہ اب نظر ہی نہیں آتا۔ کئی مواقع پر خود کشمیری لیڈروں نے اپنی عزت نفس کا خیال نہ کرتے ہوئے ان آئینی خلاف ورزیوں کے لئے راہ ہموار کی۔ اگر ایک طرح سے کہا جائے کہ آئین کی اس شق نے کشمیریوں کو سیاسی گرداب سے بچنے کے لئے جو کپڑے فراہم کئے تھے، وہ سب اتر چکے ہیں اور اب صرف دفعہ 35اے کی صورت میں ایک نیکر بچی ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ فرقہ پرست عناصر اب اسی نیکر کو اتارنے، کشمیریوں کی عزت نیلام کرنے اور ان کو اپنے ہی وطن میں اقلیت میں تبدیل کروانے کے لئے ایک گھناؤنا کھیل کھیل رہے ہیں، جس کے لئے عدالتی نظام کا سہارا لیا جا رہا ہے۔ عدالت میں یہ معاملہ لے جا کر آر ایس ایس نے جموں و کشمیر کی آبادیاتی ساخت کی تبدیلی کی خاطر اپنے مکروہ عزائم واضح کر دیئے ہیں۔

کانگریس کے سابق ریاستی صدر اور سابق مرکزی وزیر سیف الدین سوز کا کہنا ہے کہ سپریم کورٹ کی طرف سے اس پٹیشن کو شنوائی کے لئے منظور کرنا ہی ان کے لئے باعث حیرت ہے۔ اٹانومی اور سیلف رول کے ایجنڈوں کے خواب دیکھنا دور کی بات ہے، فی الحال جس تیز رفتاری سے مودی سرکار اور اسکی ہم نوا ریاستی حکومت کشمیریوں کے تشخص اور انفرادیت کو پامال کرنے کے حوالے سے جنگ آزمائی کے راستے پر چل نکلی ہے اس کا توڑ کرنے میں نیشنل کانفرنس، پی ڈی پی کے باضمیر افراد اور حریت پسند جماعتوں کو باہمی تعاون کرنے کی کوئی سبیل نکالنی چاہئے۔

(مقالہ نگار جموں کشمیر کے معروف صحافی ہیں)

خون کا عطیه دیکر زندگی بچانا عبادت هے

کشمیر کے شبیر حسین خان نے 1980ء سے اب تك خون کے 155 پوائنٹ عطیه کئے

حسینی ؑ مشن کی بهترین آبیاری انسانیت کی خدمت کرنا هے

"میں خون کا عطیہ لوگوں کی جان بچانے اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کیلئے کرتا ہوں۔اسلام ہمیں کچھ اعمال کی تشہیر کرنے کی تاکید کرتا ہے تاکہ دوسرے متاثر ہوکربھی انجام دیں۔خون کے عطیہ کے وقت صرف "ریفرشمنٹ"بطور غذا ملتی ہے مگر اسکے باوجود بھی خون عطیہ کرنے میں ایک الگ ہی لطف و روح کو سکون میسر ہوتا ہے۔ایام عزاء کے دوران جوافراد اب بھی خونی ماتم انجام دیتے ہیں انہیں چاہیے کہ اپنا قیمتی خون کسی بیمار کو عطیہ دیں کیونکہ ولی فقیہ حضرت امام خامنہ ای اور مراجع اعظام کے فتاوے کے مطابق خونی ماتم کو منع قرار دیا گیا ہے اور حسینیت کی بہترین خدمت یہی ہے۔انہوں نے مسلمانوں اور مومنین سے اپیل کی کہ ماہ محرم میں خون عطیہ کرنے کی تحریک کو مزید مضبوط اور عام کرنے کی ضرورت ہے۔"

وسیم رضا کشمیری

خون انسانی جسم کے لئے اتنا ہی ضروری ہے جتنی اس کے لئے آکسیجن۔جسم میں خون کا بہاؤ ہی زندگی کی علامت ہے۔یوں تو انسانی جسم کے بہت سے ایسے اعضاء ہیں جن کا انسان کسی دوسرے کو عطیہ دے سکتا ہے لیکن خون اپنا ایک الگ نایاب اور منفرد مقام رکھتا ہے۔خون کا عطیہ کرنا سب سے آسان عمل ہے بہ نسبت دوسرے اعضاء کے۔خون کا عطیہ دینے والے کے چند منٹ کسی کو پوری زندگی کا وقت دے سکتے ہیں کیونکہ خون ایک انسان کے لئے دنیا میں سب سے قیمتی چیز ہے۔تحقیق سے بھی یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ ہر انسان کے جسم میں دو یا تین بوتل اضافی خون کا ذخیرہ ہوتا ہے۔جیسا کہ آپ نے بھی اکثر دیکھا ہوگا کہ ایک آدمی ایک ہی وقت میں خون کی دو بوتلیں آسانی سے عطیہ دے پاتا ہے اور طبی لحاظ سے اس کی صحت پر کوئی منفی اثر بھی نہیں پڑتا۔بلکہ طبی ماہرین کا کہنا ہے کہ ہر انسان کو چند ماہ بعد خون دیتے رہنا چاہئے کیونکہ ایسا کرنے سے انسان کا نیا تازہ خون بنتا ہے۔اور اس وجہ سے وہ بہت سی بیماریوں سے بھی محفوظ رہتا ہے۔

قومی و بین الاقوامی سطح پر خون کا عطیہ دینے والے سینکڑوں افراد موجود ہونگے ہی جنہوں نے ایک منفرد مقام حاصل کیا ہے اور ان کی عالمی سطح پر حوصلہ افزائی وشکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

ریاست جموں وکشمیر کے گرمایہ دارالحکومت سرینگر کے پائین شہر میں واقعہ کمانگر پورزڈی بل راجوری کدل سے تعلق رکھنے والے شبیر حسین خان گذشتہ 37 سال سے خون کا عطیہ کرتے آئے ہیں اور ماہ اگست 2017ء تک انہوں نے 155 سے زائد پوائنٹ خون کا عطیہ دیکر سینکڑوں افراد کی جان بچائی ہے۔شبیر حسین خان نے خون کا عطیہ سب سے پہلے سال 1980ء میں کیا جب انکی عمر صرف 13 سال تھی اور اب وہ وادی میں ایک منفرد مقام رکھتے ہیں اور "بلڈ مین" کے نام سے مشہور ہیں کیونکہ 1980 سے لیکر 2017 تک وہ 155 پوائنٹ خون کا عطیہ دینے والے بن چکے ہیں۔شبیر حسین نے کہا کہ "میں پچھلے 37 سالوں سے خون کا عطیہ کرتے آرہا ہوں اور کسی قسم کی کوئی کمزوری محسوس نہیں ہوتی جبکہ میں نے آج تک بلا لحاظ مسلک و مذہب لوگوں کی خدمت کرنے کی کوشش کی ہے۔انہوں نے کہا کہ خون دینا عبادت ہے اور ہمیں اس عمل کو ایک تحریک کی شکل دینی چاہیے۔نئی دلی، تامل ناڈو، آندھرا پردیش اور جموں میں خون کا عطیہ دینے والے شبیر حسین نے 2004 میں بھارت کے سونامی زدہ علاقوں میں دو ماہ تک خون کے عطیہ کیلئے مہم چلائی اور لوگوں کی جان بچانے کیلئے خون جمع کیا تاہم وادی میں مختلف سرکاری تنظیموں کی طرف سے خون کا عطیہ کرنے والے چند رضا کاروں کے تئیں رویے سے شبیر اور دیگر رضا کار بہت نالاں ہیں۔شبیر حسین نے بتایا کہ میں خون کا عطیہ لوگوں کی جان بچانے اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کیلئے کرتا ہوں۔اسلام ہمیں کچھ اعمال کی تشہیر کرنے کی تاکید کرتا ہے تاکہ دوسرے متاثر ہوکر بھی انجام دیں۔شبیر حسین خان نے کہا کہ خون کے عطیہ کے وقت عالمی ریڈکراس تنظیم یا بلڈ بنکوں کی جانب سے صرف "ریفرشمنٹ" بطور غذا ملتی ہے مگر اسکے باوجود بھی خون عطیہ کرنے میں ایک الگ ہی لطف و روح کو سکون میسر ہوتا ہے۔کشمیر کے بلڈ مین نے کہا کہ ایام عزاء کے دوران جوافراد اب بھی خونی ماتم انجام دیتے ہیں انہیں چاہیے کہ اپنا قیمتی خون کسی بیمار کو عطیہ دیں کیونکہ ولی فقیہ حضرت امام خامنہ ای اور مراجع اعظام کے فتاوے کے مطابق خونی ماتم کو منع قرار دیا گیا ہے اور حسینیت کی بہترین خدمت یہی ہے۔انہوں نے مسلمانوں اور مومنین سے اپیل کی کہ ماہ محرم میں خون عطیہ کرنے کی تحریک کو مزید مضبوط اور عام کرنے کی ضرورت ہے۔واضح رہے کہ سال 1998 میں TersaMother نے شبیر حسین خان کو کولکتہ دعوت دیکر انسانی جانوں کو بچانے کے انکے مقصد کی زبردست سراہنا کی تھی۔شبیر حسین نے آخر پر زور دیکر کہا کہ ہمیں سرکار کی نوکری یا مالی معاونت نہیں چاہئے بس اس ثقافت کو ہمیں عام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ انسانیت کے حقیقی پیغام غلبہ پا سکے۔

شہید محسن کا عظیم کارنامہ کہ سب کے دل جیت لئے

سلام علیکم علی بیٹا! جیتے رہو میرے پھول سے بیٹے، خوب پھلو پھولو میری جان! بس کچھ باتیں تم سے کہنی ہیں۔ مجھے معاف کر دینا کہ تمہیں چھوٹی سی عمر میں چھوڑ کر چلا گیا

تہران/ جوان شہید کو امام حسین علیہ السلام کی طرح تکفیری دہشتگردوں نے ذبح کر دیا گیا۔ شہید محسن حججی کی عمر 25 سال تھی اور وہ شہر اصفہان کے رہنے والے تھے۔ پیغمبر اسلام (ص) کی نواسی حضرت زینب بنت علی (س) کے دفاع اور تکفیریت کے خلاف شام میں جاری جنگ میں حصہ لینے کی خاطر انہوں نے شام کا سفر کیا۔ چند روز قبل وہ عراق اور شام کی سرحد کے قریب میدان جنگ میں داعشی دہشتگردوں کے ہاتھوں اسیر بنا لئے گئے اور اسیر ہونے کے بعد جلاد صفت تکفیری دہشتگردوں نے ان کا سر تن سے جدا کر دیا۔ ان کی والدہ نے جب انکی شہادت کی خبر سنی تو بولیں "میں نے اپنے بیٹے کو حضرت زینب سلام اللہ علیہا پر قربان کیا ہے"۔ شہادت کے بعد ان کی اہلیہ کا کہنا تھا: "محسن نے شام کا رخ اس لئے کیا کہ دنیا والوں کو بتائیں کہ اب بھی اللہ والے ہیں دنیا میں۔۔۔ وہ بتانا چاہتے تھے کہ رہبر انقلاب امام خامنہ ای تنہا نہیں ہیں۔۔۔ جوان پر آنسو بہانا چاہتا ہے وہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی مظلومیت پر آنسو بہائے اور دعا کرے کہ خدا ہمیں بھی صبر و تحمل عطا فرمائے۔ شہید محسن حججی نے ایک دو سالہ بچہ اپنی یادگار کے طور پر چھوڑا ہے۔ یہ جوان شہید گزشتہ دنوں میں دنیا بھر میں سوشل میڈیا پر لاکھوں لوگوں کی توجہ کا مرکز بنے اور بڑی شخصیتوں سے لے کر عوام تک سبھی نے انکی جانفشانیوں کو سراہا۔ گزشتہ دنوں سے راہ حقیقت وولایت میں ذبح ہونے والے شہید محسن حججی نے میڈیا میں ایک ولولہ پیدا کر رکھا ہے۔ اس شہید کی عظمت کا اندازہ لگانے کے لئے ان کی وصیت ملاحظہ کرنا کافی ہے جو انہوں نے اپنے دو سالہ بیٹے کے نام کی ہے۔ (سلام علیکم علی بیٹا! جیتے رہو میرے پھول سے بیٹے، خوب پھلو پھولو میری جان! بس کچھ باتیں تم سے کہنی ہیں۔ مجھے معاف کر دینا کہ تمہیں چھوٹی سی عمر میں چھوڑ کر چلا گیا۔) اسلامی جمہوریہ ایران کی قدس بریگیڈ کے سربراہ میجر جنرل قاسم سلیمانی نے شہید محسن حججی کی دردناک شہادت پر تعزیتی پیغام ارسال کیا ہے اور کہا کہ شہید محسن حججی کا دہشت گرد تنظیم داعش نے قید کرنے کے بعد بہیمانہ اور سفاکانہ طور پر سر قلم کر دیا تھا۔ جنرل قاسم سلیمانی نے کہا کہ تکفیری دہشتگرد و شام اور عراق میں اب تک سیکڑوں سنیوں، شیعوں اور فرزندان توحید کے سر قلم کر چکے ہیں دہشت گرد اپنے سفاکانہ اور بہیمانہ اقدامات کے ذریعہ یزیدیت کو دوبارہ زندہ کرنے کی تلاش وکوشش کر رہے ہیں۔ ہماری جنگ صرف تکفیریت کیخلاف جنہوں نے اسلام کو بدنام کیا اور بے گناہ مسلمانوں وغیر مسلمانوں کا خون بہاتے ہیں۔

کشمیری عالم اور کالم نویس الطاف حسین ندوی کو قتل کی دھمکی، پولس سے رجوع

سرینگر// وادی کے نوجوان عالم دین، مصنف اور کالم نویس مولانا الطاف حسین ندوی کو کسی نامعلوم شخص نے قتل کی دھمکی دی ہے۔ ندوی اور اُنکے دوست احباب اس دھمکی کو لیکر تشویش میں مبتلا ہو گئے ہیں جبکہ اُنہوں نے اس سلسلے میں پولس میں معاملہ درج کروالیا ہے۔ مولانا ندوی کو اپنے آپ کو ابن تیمیہ الکشمیری کہلانے والے کسی شخص نے فیس بک کے ذریعہ قتل کرنے کی دھمکی دی ہے۔ نامعلوم شخص نے مولانا ندوی کی تصویر والا ایک پوسٹر بنایا ہے جسکے ساتھ لکھا گیا ہے "فساد کو جڑ سے مٹاؤں۔۔۔ قتل علاجِ واحد"۔ کھلے عام قتل کی دھمکی دینے والے نے اس فوٹو کے نیچے خود کومنٹ کرتے ہوئے مولانا ندوی کا جرم یوں بتایا ہے "جو فوٹو میں ہے (ذاکر) موسیٰ کے خلاف زبان درازی کرتا ہے"۔ ہندوستان کے معروف اسلامی انسٹی چیوٹ ندوۃ العلماء کے فارغ مولانا ندوی ایک معروف خطیب ہونے کے علاوہ نامور کالم نویس ہیں جو ریاست کے مختلف اخباروں کیلئے مکرر کالم لکھتے رہتے ہیں جبکہ اُنکی دو کتابیں بھی چھپ چکی ہیں۔ اسکے علاوہ وہ فیس بک پر کافی سرگرم ہیں اور مختلف سماجی، سیاسی و مذہبی معاملات کو لیکر اظہار خیال کرتے رہتے ہیں۔ اندازہ ہے کہ دھمکی دینے والے نے ان اشعار کو حزب المجاہدین کے باغی ذاکر کی توہین سمجھا ہے اور اسی بات سے ناراض ہوکر قتل کی سنگین دھمکی دینے پر اتر آیا ہے۔ "ولایت ٹائمز" نے نقل کیا ہے کہ تفصیلات کے ساتھ بات کرتے ہوئے الطاف حسین ندوی نے کہا کہ اُنہیں کچھ دوستوں کے ذریعہ کل رات کو پتہ چلا کہ اُنہیں دھمکی دی گئی ہے۔ اُنہوں نے کہا "پہلے تو مجھے لگا کہ کوئی معمولی بات ہے لیکن جب میں نے خود وہ پوسٹر دیکھا تو سچ پوچھیئے میں یقیناً تشویش میں مبتلا ہوا ہوں، جو لوگ پکڑے جانے کے ڈر سے اس قدر عاری ہوں کہ کھلے عام فیس بک جیسے اوپن فورم میں قتل کی دھمکی دیں وہ یقیناً نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں"۔ اُنکا مزید کہنا ہے "اس شخص نے نہ صرف یہ کہ مجھے قتل کی دھمکی دی ہے بلکہ اس نے اوروں کو بھی میرے خلاف اُکسانے کی کوشش کی ہے جس سے میرے لئے یقیناً خطرات پیدا ہو گئے ہیں"۔ اُنکا کہنا ہے کہ وہ نہیں جانتے ہیں کہ دھمکی دینے والے کی اُنکے ساتھ کیا دشمنی ہے تاہم اُنہوں نے اپنے فیس بک وال پر کچھ اشعار شائع کئے تھے اور اندازہ ہے کہ دھمکی دینے والے نے ان اشعار کو حزب المجاہدین کے باغی ذاکر کی توہین سمجھا ہے اور اسی بات سے ناراض ہوکر قتل کی سنگین دھمکی دینے پر اتر آیا ہے۔ مولانا ندوی نے کہا کہ اُنکے دوست احباب انتہائی پریشان ہیں اور تشویش میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اُنہوں نے مزید کہا کہ دوست احباب کے مشورے پر اُنہوں نے یہ معاملہ پولس کی نوٹس میں لایا ہے جس نے معاملے کو دیکھ لینے کا یقین دلایا ہے۔ اُنکا کہنا ہے "میں نے اس حوالے سے پولس تھانہ سریگفوارہ میں تحریری شکایت درج کرائی ہے اور مجھے اس معاملے کی تحقیقات کرائے جانے کا یقین دلایا گیا ہے، ساتھ ہی پولس نے اس معاملے کی اصلیت معلوم ہو جانے تک مجھے احتیاط برتنے کیلئے بھی کہا ہے"۔ اس دوران معلوم ہوا ہے کہ مذکورہ شخص نے پہلے دھمکی آمیز پوسٹر اپنے فیس بک وال سے ہٹایا اور پھر اپنا اکاونٹ بھی ڈلیٹ کر دیا ہے تاہم ماہرین کا ماننا ہے کہ پولس کے پاس اس حد تک ٹیکنالوجی دستیاب ہے کہ وہ چاہے تو اس شخص کا پتہ لگا سکتی ہے۔

انجمن نصرۃ اسلام کا میرواعظ عتیق اللہ شاہ کی دینی خدمات کو شاندار خراج عقیدت پیش

سرینگر/ خطہ کشمیر کے ایک بلند پایہ عالم دین، روحانی پیشوا اور ہر دلعزیز عوامی شخصیت انجمن نصرۃ الاسلام کے سابق صدر حضرت میرواعظ کشمیر مولانا عتیق اللہ شاہ صاحبؒ کے 54 واں یوم وصال مورخہ 17 اگست انجمن کے زیر اہتمام نہایت عقیدت واحترام کے ساتھ منایا گیا۔ اس سلسلے میں ایک باوقار تقریب انجمن کے مرکزی Auditorium راجوری کدل پر منعقد ہوئی جس میں انجمن کے جنرل سیکریٹری جناب محمد ابراہیم شاہ اسلامیہ اورینٹل کالج کے پرنسپل جناب مفتی غلام رسول سامون، اور اسلامیہ ہائیر سیکنڈری سکول کے پرنسپل ڈاکٹر جی ایم خان نے اساتذہ اور طلباء کے اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے مرحوم میرواعظ عتیق اللہ شاہ صاحب کو انجمن کے تئیں ان کی گراں قدر تعلیمی خدمات اور بیش بہا اصلاحات کو شاندار الفاظ میں خراج عقیدت ادا کرتے ہوئے آپ کے دور صدارت کو انجمن کے لئے ہر لحاظ سے ناقابل فراموش اور زریں دور قرار دیا اور آپ کے روشن کارناموں کی سراہنا کی۔ مقررین نے یہ بات دلائی کہ 1955ء سے لیکر 1962 تک انجمن نصرۃ الاسلام کے تحت چلنے والے ادارے شدید مالی بحران کا شکار رہے تاہم میرواعظ مرحوم کی مخلصانہ کوششوں کے نتیجے میں یہ ملی ادارہ ملت کشمیر کی بھرپور معاونت سے اپنی تعلیمی سرگرمیوں کی حصولیابی میں برابر آگے بڑھتا رہا۔ انہوں نے کہا کہ اسی دوران مرحوم میرواعظ کے ہی ہاتھوں اور ان کی کوششوں کے نتیجے میں ہی اسلامیہ کالج سائنس اینڈ کامرس کی داغ بیل ڈالی گئی جو حول میں منتقل ہونے سے قبل دو سال تک انجمن کے احاطے میں ہی اپنی تعلیمی سرگرمیاں چلاتا رہا۔ مقررین نے ان کی دینی وسماجی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا۔

عظیم خاتون...

شہید محسن حججی کی ہمسر کا

نصیحت آموز و رلانے والا پیغام

شہید محسن آج سے دو سال قبل پہلی مرتبہ شام میں رسول اللہ کی نواسی حضرت زینب بنت علی سلام اللہ علیہا کے حرم کی دفاع کیلئے جنگ پر جانا چاہتے تھے۔ ان کی شدید خواہش تھی اسلئے میرے ساتھ مشورہ کیا اور میں نے کربلا کے شہید وہب کلبی کی ہمسر کو یاد کیا وقبول کر لیا۔ جانے سے دو ہفتے پہلے آپ نے روزے رکھے اور ہر روز مجلس پر جاتے کہ سفر پر جانے کیلئے کسی قسم کی مشکلات کا پیش نہ آئیں۔ انہوں نے جنگ پر جانے کیلئے منت مانگی ہوئی تھی کہ اپنے ماں باپ کے پاؤں کا بوسہ لیں گے۔

میں نے خواب دیکھا کہ اُن کو شہادت کا وعدہ دیا گیا تھا کہ صبر کریں وقت آنے پر شہادت نصیب ہوگی۔ اور میں بھی ان سے یہی کہتی تھی۔ میں نے ان کا سامان خود تیار کیا۔ ایک بیج بھی ان کی قمیض پر تھا خادم المہدی (عج) جوان کے کہنے پر میں نے ان کی قمیض پر لگایا۔ خود اپنا فوج کا لباس خرید کر لے کر گئے۔ میں نے خود ان کی اسیری کی خبر پڑھی اور باقی سب کو میں نے فون کر کے بتایا۔ صبح خود ٹی وی پر تین بجے خبر دیکھی۔۔۔ کہ شہادت محسن حججی شہید بے سر!! کہا جاتا ہے کہ ہر شخص کو ایک شہید دوست انتخاب کرنا چاہیے محسن کے شہید دوست شہید کاظمی ہیں۔

میں بالکل بھی رونا نہیں چاہتی تھی کہ میرے اشکوں سے دشمن خوش ہو۔

میں جب بھی روتی ہوں حضرت زینب (س) کی اسیری کو یاد کر کے روتی ہوں۔ سبھی خواتین سے بس یہی گذارش ہے کہ کم از کم شہید کے خاندان کی دلجوئی کی خاطر، اپنے حجاب کا خیال رکھیں۔ محسن نے اپنا سر قربان کر دیا کہ آپکے سر سے یہ اسکارف اور چادر نہ اترے۔ میں صرف اس لئے چاہتی ہوں کہ محسن کا بدن واپس آئے تا کہ ان کے ماں باپ کے دل کو سکون ملے ورنہ جن شہداء کے بدن واپس نہیں آتے مجھے یقین ہے حضرت زہرا (س) ان سے ملنے جاتی ہیں۔

آخر میں یہی کہوں گی کہ خدا کی راہ میں اپنی سب سے پسندیدہ شئے قربان کرنے کا اجر عظیم ہیں اور اگر چاروں طرف اندھیرا کے سوا کچھ نظر نہ آئے درحقیقت خوبصورتی اور زیبائی کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔ حضرت زینب (س) کا جملہ "**مارایت الا جمیلا**" انشاءاللہ اپنے بیٹے کی تربیت بھی ایسی کروں گی کہ وہ بھی امام زمانہ (عج) کے مشن کیلئے دین مبین اسلام وانسانیت کی بقاء کیلئے اپنی زندگی صرف کرے۔

Strategic Policies of US-Israel and its allies against Muslim World.

The U.S Israel and their counterparts geared up terrorist groups and they sent them to fight in Muslim countries. The terrorist groups "Daesh and Takfiri" organizations is the creation of U.S Israel and their allies. Their prime aim is to kill the Muslims and sabotage their property.

FIDA HUSSAIN

The geopolitical strategy of America and Israel against Islam has been remarked by the whole World. There isn't any suspect that they make serious attempt to find out more. But the disappointing fact is, they urged Muslim countries and regimes to support and act against the religion of Islam;also kill and assassinate the believers of Islam. The U.S Israel and their counterparts geared up terrorist groups and they sent them to fight in Muslim countries.The terrorist groups "Daesh and Takfiri" organizations is the creation of U.S Israel and their allies. Their prime aim is to kill the Muslims and sabotage their property.

One thing we have not grasped so for that why Saudi Arabia supports and adopts the arrogant policies of these Zionist regimes and becomes a keynote of escalation tensions in the Middle East. United States the first and foremost county of sponsoring terrorism across the World. "In 2011 Donald Trump described Saudi Arabia as the world's biggest funder of terrorism". (Frontline 7th July 2017).Now Saudi Arabia" is strongly influenced and controlled by the US and Israel. The arrogant policies of these worst and bloody countries against Muslims especially for Palestine, Yemen, Syria, Iraq, Iran and Afghanistan, Pakistan etc. are noticed throughout the entire world. We hold Al-Saud regime directly responsible for the suppression, oppression and the mass killings inside Palestine. So for Riyadh have neither tried to break the ice with Israel on Palestine issue nor they have tried to desist the outrageous and tyrant rule of Israel on the destitute community of Palestine. Look; Syria becomes the victim of the bombing and nuclear holocaust since 2011. In Syria where Global Powers, Politics or hypocrisy is such that under the label of fighting ISIS, Regional powers have been putting their own interests first. Turkey for instance has been more inclined on bombing Kurdish forces instead of fighting ISIS terrorists. Saudis have been aiding ISIS indirectly to thwart off growing "Iranian" influence in the region. Americans, on the other hand, are supposedly fighting against ISIS, yet supporting the Saudis at the same time.

The highly regrettable and condemnable act is, "United States" dropped the Chemical gas weapons inside Syria, results the mass killings of children, women etc. but blatantly they came down hard to Asad regime and its allies. "The least we can do for Syria is to speak up against the brutal killings of innocents there'. Saudi Arabia on the other side led the bombing and blockade inside "Yemen" manages all efforts to kill and destroy the poor Yemeni's . "The Saudi bombing and blockade of Yemen has led to the worst humanitarian crisis the World is facing today". These humanitarian crisis in Yemen, Syria and Iraq is beyond the pale for all humanity. These countries may be in near future meet the same destiny like Brussels Paris, London etc. if they can't negate the sponsorship of ISIS and Takfiri terrorist organizations. Trump's successful visits to Riyadh and Tel Aviv where trilaterally and unanimously agreed and declared that "Iran" is our common enemy along with "Hamas" and "Hezbollah" and also posed menace for us and sponsors the terrorism. Why they said Iran posed a menace and sponsors terrorism, because Iran the only country who supports and tries to save and survive the precious lives of Palestine, Syria , Iraq, Yemen etc. and is totally against these Zionist policies and regimes. These Zionist policies of Washington, Israel and Saudi will never defeat the oppressed people of etc. The twin terror attack in Tehran is the result of the agreement which is done by US, Israel and Saudi. "The attack was the first of its kind since the late 1980's to hit the Iranian capital. Iranian foreign minister 'Javad Zarif' called the White House statement 'repugnant'. The Daesh claimed responsibility for the attacks .The Iranian authorities pointed out that the attacks had taken place after Trumph's visit to Saudi Arabia.

The matter seems more complicated in the Middle East. Wholeheartedly Saudi wants this enmity with Qatar now; because Qatar is not faithfully implementing the Gulf Cooperation Council line on isolating Iran. "The other major demands Saudi Arabia has made on Qatar include its immediate severance of diplomatic relations with Iran, expulsion of Hamas and Muslim brotherhood operatives from the emirate and the suspension of Al-Jazeera network". (Frontline july-2017). Briefly, we can say that all Muslim and Middle East countries are on tenterhooks. The Middle East and the Arab region which is rife with crisis will end and get rid of these crisis only when "Saudi" shuns and rejects the policies of United States and Israel. We consider and acknowledge one thing that until or unless "Saudi" tries to grapple with the circumstances which transpires in the entire region peace will never prevail in the Middle East.

Author hails from kashmir is the student of Kashmir University and can be reached at hussainfida06@gmail.com

Modern Muslims and Growing Immorality

Saif Ali Budgami

Prophet Mohammad (p.b.u.h) " I have been sent to renovate the morals in you"

Exactly a group of people especially in our Kashmir valley have abandoned thinking and adopted the habit of blaming every event in their lives on "Luck!"

"Amazing how coincidences occur!"

Strange is this life, no one can violate its rules! Yet if we take some time to reflect on this issue, we discover that neither luck nor coincidences are factors in causing failure; the most vital factor winch mainly causes failure is immorality and ill manners. Thus, it is most accurate to say that the advancement of any society, including material advancement, is reliant upon its good conduct and morality. This fact has been established throughout history, removing any doubt that social conduct is a factor in the future of civilizations.

On the other hand, we notice that the nature of a man depends on his characteristics and morals. Therefore, man with morality deserves to be titled "humanitarian " for possessing such characteristics, without which he does not differ from animals.

Natured;

Some characteristics and unwanted habits weaken the ties of love and sometimes result in breaking up excellent relationships and happiness. Hot tempered youth who are unable to keep the love of others, erect an indestructible wall between them and society, which prevents them from realizing the light of love, nature, therefore, destroys the basis of happiness and devalues man's character.

"Our lives are like mountainous area, whenever one makes a sound he hears the echo coming back at him"

Thus whose hearts are full of love for others will experience the same from them.

"ill nature is evil; and the worst of you're those who are ill natured" Prophet Mohammad (p.b.u.h).

Now simply degradation means to lower ones standard of lifestyle, to make one a degenerate and to demoralize not only in standards, but in character as well. Degradation of ethical and moral values in today's youth a major issue in the world and In our Kashmir as well. Rightly the reason of loosing the grace of happiness.

Primarily for the last few years the morality of Kashmir society has taken a nosedive. Materialism, cut throat competition in every sphere, soaring crime rate, no moral scruples in doing anything wrong, lack of respect towards elders, teachers and blatant corruption. What is most surprising is that it is happening in Kashmir, which is predominantly a Muslim majority state.

Kashmir has seen sea of changes from last few decades, both good and bad. The Paradises which was known for its unique culture based on values of humanism and brotherhood is turning out to be hotbed for various social evils. The innocence of people has somehow faded away due to which the anti-social incidents happen after every now and then.

While earlier people who were greatly influenced by the religious teachings including those of Islamic Saints, who dwelled here and spread the message of love, tolerance and brotherhood throughout their missions of imparting Islamic knowledge among people. People in present days have mostly become materialistic and are indulging in various anti-social activities due to which the norms and values for which Kashmiris were known are not upheld.

Many blame the growing modernization and westernization for the deteriorating of our values and culture but the biggest question that arises is that how does it affected our society? Is the westernization any sort of communicable disease that unknowingly affects a common man?

The answer is no. It is the change in the mindset of people which led to the acculturation here. When our minds and heart are not firm enough to protect our moral values, how can we blame any 'nation' modernization or westernization.

The prime reason for this mess we are in is the breakdown of the prenatal care and family care. Family is the basic unit of society and it is from a family that a child's moral values. Due to increase in number of nuclear families, with both the parents working, a child is deprived of basic moral inculcation. Admitting children in Play schools having underpaid and demotivated teachers, is not a substitute to the care and moral education which a family provides.

Openly is too a great shield against moral degeneration. Islam is a way of life and a complete religion, but unfortunately religious education, formal or informal, is rarely imparted now. We are so concerned with our child's career and schooling that we are ignoring religious education. Religion is a great prop in times of crisis.

One more thing to be added is the materialism being it as bane. As money has become everything for us. We don't care whether the source is legal or illegal. This blatant materialism is the root of all evils in our society. It is not wrong in earning money but it should be through legal means and not through corrupt practices. Wealth does not guarantee happiness and peace of mind. The keys to peace of mind and happiness are treading a straight path.

Student's Civil Role

The most disheartening ill mannered and moral degradation stories is about disrepute to the manner less student's relation with manner less teacher a trend catching fast here under the nose of authorities. In recent past media pounced on some scandals that involved inappropriate teacher-student relationship in educational institutes. And I am privy to such nasty immoral stories where a fatherly figure in the garb of a teacher developed inappropriate relations with a student. It's now too often to see the word, "teacher" in news headline these days and is quickly followed by the word, "scandal".

What has led to this inappropriate trend in this sacred relationship? In the past teacher-student contact was confined to the classrooms. But the emergence of new technologies enhanced the possibilities of contacts between them. The simple fact today is that technology plays roles in inappropriate student-teacher relationships.

Teachers should not forget their roles as mentors and figures of authority. They should not fall into the trap of talking to their students intimately and respect the set boundaries with them.

Prophet Mohammad (p.b.u.h) "You cannot treat people by means of your wealth; hence, you should treat them by means of your moral conduct."

Similarly, issues like thefts, eve teasing, and betrayal have become common in the Valley and it seems that the situation is out of hands of the responsible authorities including religious scholars, parents and elders of our society.

Causes and consequences

There are many causes of moral degradation, including poor parenting, the condoning attitude of society, influence of media, family breakdowns and increased freedom.

- The moral values of society worsen because many parents fail to teach children morality. Lack of consideration for others, sense of entitlement and rampart narcissism also contribute to moral degradation.
- Family breakdowns contribute to moral degradation because they cause children to lose self-respect and respect for others.
- Media contributes to moral degradation because it presents uncensored messages and images to the public. Increased access to a wide range of media, such as television, music, Internet, video games and cell phones, contributes to moral degradation. This is because most of these media broadcast violence, crime and obscenity.
- People on the left are upset by the perceived greed of the one percent and the broad acceptance of torture and war as foreign-policy tools.

Every individual in this world endeavors to achieve "happiness " and "tranquility " and struggles day and night to reach this dream in the fields of life which appear like war arenas. He fights in this field willingly in most cases to sacrifice everything in order to witness the bird of happiness flying over his head to he may live beneath its shadow the rest of his life. Why he reversely receives the consequences not by the nature but by his ill manners and immorality himself. All ill manners and morals resembling an invincible dam blocking the stream of human happiness and tranquility.

Happening around our valley as youth adversely diverted through different immoral activities which not only affected the present generation in our society but also ruined the future generation of our civilization.

Therefore it is the duty of the civil societies, educational institutions especially religious educational centers to protect and guide the youth Islamic teachings of good morals and good manners so they can pave the way to create a spiritual and moral revolution in attempt to achieve excellent human morals and would surely refrain from these immoral activities and face challenges of life boldly and actively. The societies which are not armed with the weapon of morals and good manners are not ruled by worthy rules, and do not in fact deserve to live as a human body. It is for the reason that the destruction of previous great civilizations didn't take place because of political or economic crisis but from a bankruptcy of good morals and good manners.

Author hails from Budgam Kashmir and Can be

Printer,Publisher & Owner:Waseem Raja;Editor in Chief:Waseem Raja;Ass.Editor:Mohammad Afzal Bhat;R.N.I No:JKBIL/2015/6342
Published From:Maisuma Bazar,Gaw Kadal Srinagar Kashmir (J&K);Adms.Office:Natipora Srinagar Kmr Printed at:KT Printing Press Srinagar
Contact:+91-9419001884;Email:editorwilayattimes@gmail.com; Website:www.wilayattimes.com

2nd Year of Publication
Srinagar

Weekly WILAYAT TIMES

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے اس کو اپنی منزل آسمانوں میں

When an eagle`s spirit
awakens in youthful hearts.,
It sees its luminous goal
beyond the starry heavens.

Vol:03 | Issue:20 | Pages:08 | 21st to 27th August 2017 | Rs.5/-

See this boy from Kashmir excel at cricket, without arms to play for India

He bowls using his feet and bats by putting it between his chin and neck.

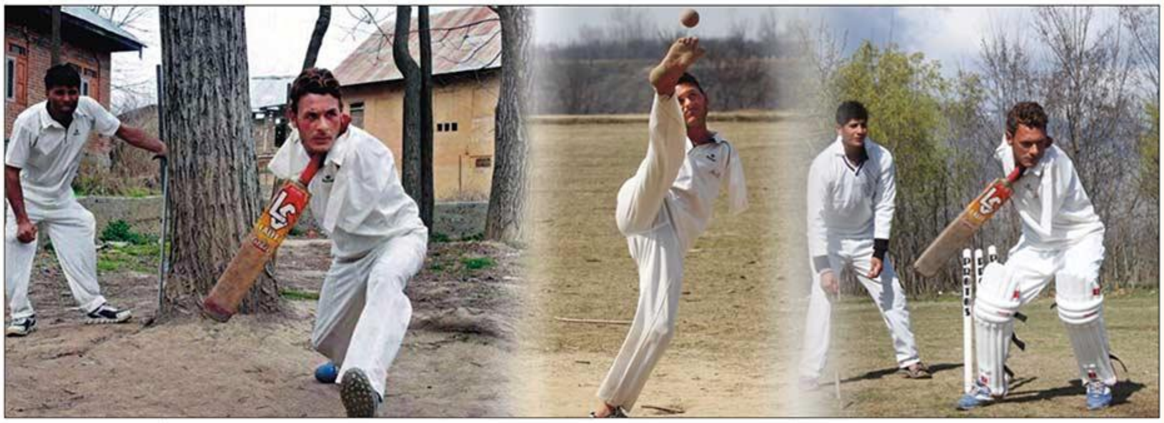

Wilayat Times

Srinagar:Amir Hussain Lone, a 26-year-old boy from Kashmir, lost both his arms during an accident in 1997 but didn't lose his spirit to face life as it comes. Today, the captain of Jammu and Kashmir's state-para team, he plays the sport like any other cricketer, perhaps better.

He bowls using his feet and bats by putting it between his chin and neck. He is a living example of the very popular saying 'nothing is impossible'.

At the age of eight, Amir lost his arms at his father's sawmill which, in fact, made cricket bats. His father sold his property and spent all his money for Amir's treatment despite being advised otherwise by people and Amir cannot be more thankful."I've never lost hope. I've never accepted defeat. I've always said that I'll keep going. That's m,y desire," he says.

Captain of the Jammu and Kashmir para cricket team Amir Hussain Lone has been picked to represent India at the international level, making him the second cricket player from Kashmir to bag the honour.

Lone, who is also the president of the Jammu and Kashmir Para Cricket Association. Coincidentally, Lone is also from Bijbehara town of south Kashmir, the home town of Parvez Rasool, who became the first cricketer from Jammu and Kashmir to play for India at the international arena.

"It's a great honour and apart from my family members, I think the media has played a huge role into making me what I am today," Lone said.The 27-year-old is excited at the prospect his selection in the Indian national team is going to hold for other para cricketers of the Kashmir valley."I hope and pray that this should be just the beginning and I should not be the last one to play for India," Lone told The Tribune.

At his home in the Waghama area of Bijbehara, people made a beeline to visit his family and congratulate them.

"I had never even dreamt of this. When he became handicapped, I thought his life is over. Little did I know it has just begun. God has his own strange ways with us lesser mortals," Lone's father Bashir Ahmad said.

WILAYAT TIMES is available at all leading news agencies of J&K & main distributors are Zulfiqar News Agency Jahangir Chowk Srinagar:9906893365;Al-Mehdi Book Shop Budgam:9419488413 & Magam News Agency Magam Chowk.Online readers can visit:www.wilayattimes.com.